رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO A 783



لندن ڈائرکٹری

سالانہ شائع ہوتی ہے

پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لندن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سلطنت برطانیہ آئرلینڈ برِ اعظم یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور صنعتی مرکزوں کے

کارخانوں اور سوداگروں

سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیے گئے ہیں جن میں۔

باہر مال بھیجنے والے تاجر

جہاز پر جانے والے مال کی تفصیل اور کالونیل اور بیرونجات کی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے

مع بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق دیگر تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہتے ہیں!

ایجنسیوں کے خواہشمند

ہیں ان کا نام و پتہ ایک درجہ میں مناسب عنوان کے ماتحت صرف

ایک پونڈ دس شلنگ

میں درج کر دیا جائے گا۔ بڑے اشتہاروں کا نرخ [illegible] فی [illegible] جو صاحب [illegible] کی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لیے یہ ڈائرکٹری بہت ہی گرانقدر ہے اور [illegible] ایک جلد صرف ۲ پونڈ نقد آرڈر کے ہمراہ وصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لندن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ ۲۵ ابچرچ لین لندن ای سی ۴ انگلینڈ

نوجوانو

اور دوسرے خواہشمند جلق، بدمستی، کثرت جریان، احتلام، نامردی، [illegible] کمزوریوں کی وجہ سے [illegible] اگر آپ کو اشتہاری حکیموں نے لوٹ کھایا ہو، علاج کرتے کرتے آپ عاجز ہو گئے ہوں تو ایسے آڑے وقت میں ہم آپ کے لیے رسالہ **قوت باہ قلمی** پیش کرتے ہیں جس میں مشرق و مغرب کے جدید و قدیم حکیموں [illegible] وغیرہ کے ان تمام معلومات مشاہدات و تجربات کا نچوڑ نہایت مکمل طور پر جمع کیا گیا ہے جو عورت و مرد کی صحت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ساتھ ہی قواعد صحبت ممنوعات صحبت [illegible] مساک [illegible] تندرست اور خوبصورت بچے پیدا کرنے کی تدبیر فلسفہ عشق فلسفہ ازدواج انتخاب بیوی۔ تعلقات زوجین [illegible] اور صحبت کے طریقوں وغیرہ کی اعلیٰ ترین تعلیم دی گئی ہے امراض مردانہ کا مفصل اور مکمل بیان اور ان کے رفع کرنے کے لیے صدہا مجرب [illegible] بے خطا [illegible] [illegible] ۶۴ [illegible] کے موجودہ اطبا کو [illegible] روپیہ دے کر بھی [illegible] نسخہ نہیں بتلاتے مصنف صاحب نے بہت کوشش اور صدہا روپیہ خرچ کر کے ایسے نسخے حاصل کیے [illegible] غرض [illegible] عام کر دیا گیا ہے۔ اب بھی اگر [illegible] دل کی حسرت [illegible] تو آپ کی قسمت [illegible] کتاب کے نسخوں کو غلط و [illegible] ثابت کرنے والے کو [illegible] روپیہ انعام دیا جائے گا۔ قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر عظمت بکڈپو لکھنؤ**

شرطیہ علاج اور دوا مفت

افسوس [illegible] [illegible]

[illegible] **شباب** برائے [illegible] جریان جلق سرعت [illegible] [illegible]

ملنے کا پتہ:۔ منیجر عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین [illegible] کی [illegible] تصنیفات میں انہوں نے اردو زبان کو علمی [illegible] کے [illegible] بڑھایے اور [illegible] اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائے۔

افراد کا [illegible] [illegible]

علم الاخلاق [illegible]

[illegible]

[illegible] کو کمیشن دیا جائے گا

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھچھوندر!

یہ پُر ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علٰحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتداء سے ۱۹۲۳ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انہوں نے مسلسل ملاحظہ کر لیا ہوگا لیکن [illegible] خریداران اودھ پنچ شروع کی ابتداء سے ناواقف ہوں گے یہ مرتب فائل ان کے شوق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۱ — نمبر ۵

مضامین غیب

مورخہ ۴ فروری ۱۹۲۶ء

الہیات جامع اسلامیہ

مولانا کاشغی کے قلم سے

نمبر ۳

شامت الٰہی۔ بسم اللہ۔ آپ خود فرمایئے۔

نیابت الٰہی۔ نصب العین من حیث القوم میں طلب ہے نیابت الٰہی۔ اس عظیم الشان اسلامی درسگاہ کا حاکم مطلق ہوں جس کا تعلیمی نصب العین "صرف نیابت و عبدیت" و اخلاقیت ہے جس سے ہزاروں طلبا پڑھ کر اپنی معیشت میں لگے ہوئے ہیں اور ہزاروں اب بھی جدید علوم سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ سیکڑوں معلم تعلیم دیتے ہیں جو "نیابت" اور "عبدیت" کے ماہر ہیں۔ اُن میں اکثریت ایسی ہے جو یورپ کی تعلیم یافتہ ہے۔ جنکو "نیابت" اور "عبدیت" تقریباً مفقود ہے۔ بعض اُن میں سے پیدائشی صاحب ہیں اور بعض کو یورپ کی آب و ہوا نے "صاحب" کر دیا ہے حتی کہ باوجود مسلمان ہونے کے اپنی بیویوں کو باہر لے کر نکلتے ہیں اور اس لیے وہ "صاحب" کے لقب کے جائز طور پر مستحق ہیں۔ لیکن ساتھ ہی وہ "نیابت" کی صداقت کے حامی ہیں۔ اور آپ کو یہ سن کر اور بھی تعجب ہوگا کہ اس اکثریت میں اکثریت "قانون داں" معلمین کی ہے۔ حتی کہ آجکل آپ کی سابقہ کرسی [illegible] فرزند و ڈاکٹر [illegible] ہے جیسے ماسٹر بھی اور بیرسٹر بھی۔ اور "عبدیت" اور "نیابت" سے ایک رتی نہیں ہٹتا ہے۔ اسی وجہ سے میرا ارادہ ہے کہ اسکو میں پورے سوسائٹی کا ممبر بناؤں تاکہ "نیابت اور عبدیت" کی شان واں بھی برقرار رہے۔ قانون داں معلمین کی کثرت صرف اس وجہ سے ہے کہ قوم کا خادم خاکسار بھی بیرسٹر ہے۔

شامت الٰہی۔ اچھا! ماشاء اللہ آپ بھی بیرسٹر ہیں۔ خوب گلشن دلی میں تو عید کے بعد ایک ہی افراہ ہوئی ہے مگر یہاں بفضلہٖ "ڈگریوں" کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ الحمد للہ۔ خیر غنیمت ہے کہ آپ کے ہاں عید وغیرہ تو ہوتا ہی ہے وطن ہی سہی تاکہ اسلامی شان کی جھلک تو رہے۔

نیابت الٰہی۔ خیر یہ جملے تو بسبیل تذکرہ آ گئے تھے۔ قصہ مختصر یہ کہ معلمین میں کافی تعداد ہندوستان کے تعلیم یافتوں کی ہے۔ ان میں بعض ملا بھی ہیں جو ہمارے نقطۂ نظر سے نہ "اس نیابت" سے آشنا اور نہ اس "عبدیت" سے جسکے لیے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ محض بیکار ہیں اور بلا وجہ درسگاہ پر بار ہیں۔

شامت الٰہی۔ جب یہ صورت ہے تو ان کو ہٹا کر بجائے انکے کارآمد افراد مقرر کیجیے۔

نیابت الٰہی۔ بھائی یہ کام تو بھی ہے۔ اسکے علاوہ باوجودیکہ "نیابت و عبدیت" کا دور ہے اور جدید تعلیم کی روشنی ہندوستان کے مسلمانوں میں پھیل چکی ہے اور پھیل رہی ہے لیکن پھر بھی ایسے بہت سے افراد ہیں جو اب تک مولویوں اور صوفیوں کو اپنا دینی پیشوا اور رہنمائے نجات سمجھتے ہیں اور "نیابت و عبدیت" سے دور بھاگتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر انکو الگ کرنے کا ارادہ بھی کیا جائے تو "نیابت اور عبدیت" کے پروپاگنڈے میں خرابی پڑتی ہے کیونکہ وہ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان جنکو درسگاہ کے امور انتظامیہ میں پورا دخل ہے پیچھے پڑ کر میرے پیچھے پڑ جائیں گے اور مجھے جان چھڑانی مشکل ہو جائیگی۔ مگر نہیں۔ قدرت میری معین و مددگار ہے وہ تو خود ایسے اسباب پیدا کرتی چلی جا رہی ہے کہ جنکو میں "اس مقدس" درسگاہ کا اہل نہیں سمجھتا ہوں تو وہ انکے نکالنے کے درپے ہو جاتی ہے یا اپنے چنگل میں لے کر ان کو دنیا ہی سے محروم کر دیتی ہے۔ ایسے مولوی اور غیر مولوی کی بھی تخصیص نہیں ہے۔ چنانچہ مولویوں میں سے دو تین کا تو یہ حشر ہو چکا ہے اب صرف دو ایک اور رہ گئے ہیں جنکے لیے مجھے امید ہے کہ قدرت انتظام کر رہی ہے۔ "نیابت اور عبدیت" کی مضبوط رسی پکڑنے والوں کی قدرت یوں ہی اعانت کرتی ہے اب رہا انکے بجائے کارآمد لوگ لینا۔ تو میں آپ سے کہوں گا کہ مولوی کارآمد ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ تو صرف اس قابل ہوتے ہیں کہ یا تو مسجدیں آباد کریں یا باہم مسلمانوں میں فرقہ بندیاں کراتے رہیں۔ بہت غنیمت اور تو سب پر مباحثہ و مناظرہ کر کے کفر و شرک کے فتوے مسلمانوں پر لگائیں۔ معاذ اللہ خدا ان سے بچائے۔ دیکھیے سلطان ابن سعود کے حملہ حجاز کے متعلق ہندوستان کے علما کس قدر مختلف الرائے ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ چونکہ وہابی ہیں لہذا اسلام سے خارج ہیں اور "ارض پاک" پر حکومت کے اہل نہیں ہیں۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ پکے سنی مسلمان وہی ہیں لہذا جو انکو خارج از اسلام سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں۔ غرضکہ ان ہی حضرات کی وجہ سے آج اسلام کمزور ہے اور غیر مسلم اقوام کے لیے مضحکہ خیز ہے۔

جب تک ترک موالات کا زور رہا یہ اختلاف ماند پڑا رہا لیکن اب پھر وہی سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور یہ حضرات "کفر و شرک" کی روح فرسا صدائیں پھر فضائے ہندوستان پر گونجنے لگیں۔ کہیں "اہل سنت والجماعت" کا جلسہ ہو رہا ہے تو کہیں "اہل حدیث" کا۔ کہیں "دیوبندی" [illegible] کا

تو کیسے بدعتیوں کا عرض کنگر سب مسلمانوں کی سیبت میں ڈال
. . . . ہے
. . . .
. . . .
. . . .

بھلا جس قوم کے پیشوا اور رہنما افراد کی یہ حالت ہو اُس قوم کی فلاح محال نہیں تو اور کیا ہے۔ اُن کو اس سے کچھ بحث نہیں ہے کہ کونسلوں میں کیا ہو رہا ہے اور پارلیمنٹ کیا کر رہی ہے حتیٰ کہ کانگرس اختلافات سے اپنا مطلب نکال رہی ہے یا اندر خانہ خاص پر قبضہ کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی انحطاط سے کچھ تعلق ہے اور نہ اقتصادی تنزل سے سروکار۔ بس اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ ان ہی وجوہات سے اب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ جس مولوی کی جگہ خالی ہوئی بس اس کی جگہ مسجد میں ایک پیش امام رکھ دیا خواہ وہ حنفی ہو یا وہابی۔ ہم کو ان جھگڑوں سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اس میں دو فائدے ہیں اول یہ کہ درسگاہ والی بڑی بڑی تنخواہوں کے شدید بار سے سبکدوش ہو جائے گی۔ دوسرے یہ کہ یہاں کے مولوی پرست نام نہاد مسلمانوں کو یہ اطمینان رہیگا کہ اسلامی درسگاہ میں مذہبی پیشوا موجود ہیں۔

آپ علیگڈھ کالج کی مثال لے لیجیے۔ سرسید مرحوم پر کفر کا فتویٰ استعمال نہیں کیا گیا اور قدر بدیا گیا کیا گیا کہ انکی مشہور آفاق درسگاہ کفرستان سے تعبیر کی گئی اور وہاں کے تعلیم یافتہ کو نیچری کا لقب دیا گیا حتیٰ کہ انگریزی پڑھنا عیسائیت کے مساوی تھا

یہ تمام کرنے کس جماعت کے تھے؟ جو مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اب وہی مولوی ہیں جو انگریزی درسگاہ میں نوکری کے متمنی ہیں حتیٰ کہ اس میری عائد کردہ شرط امتحان کو بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں کہ تقرر کے لیے ایسی جماعت کے سامنے پیش ہو کر "مولویت" کا مقابلہ کی صورت میں امتحان دینا پڑے گا جو عربی سے بے بہرہ اور علوم جدیدہ کی ماہر ہے۔ اب یہ امتحان کیوں۔ اس لیے کہ یہاں ایک مہینہ میں اتنی تنخواہ ملتی ہے جتنی خیرات گاہ کی استادی میں شہنشاہ عالمگیرؒ کے خزانہ سے سال بھر میں بھی نہیں ملتی تھی۔ پھر کیوں نہ "مسجد" سے "مدرسہ" میں آئے۔ بھلا ایسے بے اصولوں سے اسلام کو کیا فائدہ پہونچنے کی توقع ہے۔ سوائے اسکے کہ دنیا سے "عبدیت" اور "خلاقیت" کا دنیا سے خاتمہ ہو جائے۔

میاں! موجودہ زمانے میں ہم کو اس بات کی تعلیم دینی ہے کہ ہم کو دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش چلنا چاہیے۔ تیابت پر زور دینا چاہیے "عبدیت" کو نصب العین بنانا چاہیے اور "خلاقیت" کو دور کرنا چاہیے۔ اور مولویوں کے ایجاد کردہ تنگ خیالی دور بھگانا چاہیے۔ کنوئیں کو پاک کرنے کے لیے اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے لیے اب ہم مولویوں کے محتاج نہیں ہیں بلکہ یہ تقینیں اور تعلیمیں اتنی پرانی ہو گئی ہیں کہ ہمارے رگ پٹھے میں سما چکی ہیں اس لیے تجدید تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کو امرؤ القیس عنترہ ابو تمام اور متنبی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہومر۔ ملٹن۔ سودی۔ سرسقو اور شیکسپیر کی ضرورت ہے۔ ہم کو عبدالرحمن ابن خلدون اور ابن حجر عسقلانی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کارلائل اور میکالے کی ضرورت ہے۔ ہم کو شیخ الرئیس۔ رازی اور امام غزالی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کانٹ، ڈارون اور بارکلے کی ضرورت ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ہم کو دقیانوسی خیالات کو خیرباد کہہ دینا چاہیے اور جدھر دنیا جا رہی ہے ادھر چلنا چاہیے۔

مولوی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس عرصہ میں



"گود کھیلے نند لال"

گویا، دلشادوں کے معنی یہی ہیں کہ غیر شوہر بھی پالوں تو تم اے شاء میں کھوٹ

ملاقات الٰہی صاحب تشریف لے آئے۔ ناظرین کا ان سے ان مختصر الفاظ میں تعارف کرا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس جماعت کے ایک ممتاز رکن ہیں۔ انھوں نے اپنے ذمہ یہ خدمت لے رکھی ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم القرآن و حرمۃ الربوا کے خلاف ابھار کر سب کو بہ اہتمام سود خور بنا دیں۔ چنانچہ اس خدمت کو نہایت تن دہی سے انجام دے رہے ہیں۔ خدا ہدایت دے۔

(باقی آئندہ)

دہقانی نخرہ

ہم کا بتائی بات ہے کا ہمرے یار ماں
مارو تو سوت لٹکے ہے ہمیشہ اجیار ماں

ممبر بنے کے واسطے دیکھو بجار ماں
اب بات چیت ہوت ہی ڈوم او چمار ماں

سب کا جگائے دیت ہے بس چرچرائے کے
لیتا کرب آج سے سارے بیار ماں

مورے پیا کا کھے بڑی مدد جال جاب
یکو کو دوج ایسا بجار ماں

کریا ہے ایسی رنگ مزے باتکے یار کپر
ہوئی جائے رات دن کے جو لیکے بجار ماں

دور دن سے ہمکا دیکھ کے ڈھ پر برے وگ
چلائے رہیں بتکو جو چھیڑ یو بجار ماں

دوئی وقت گھر کے کسیا ہوئے باپ رے
داتن ہے ایسی جور سے کاٹس پیار ماں

مارے ڈرن کے بھاگ گیوں لے کے اپنی جان
دیکھیوں سو بجار جو میں اوہکی کٹار ماں

کرمن سے جبکا ڈولی ملا ہے تا دو سا
روئی یار چپ سکت ہے بھلا کب بچار ماں

جیہڑا اندھیری گٹھری اماں ہمکا لائے کے
گھنٹن سے لاگ ہے سسر ان سنگھار ماں

سرکوب اجارا نو اٹھا کرت ہیں سکار تک
سوتی بہوت ہے جو وہ مورے کے یار ماں

— سرکوب

دُنیا کی دوزخ
یعنی
”جیل“

منعم بہ جیل خانہ و مجلس غریب نیست
ہر جا کہ رفت منزل خود بہ چنال ساخت

حقیقت یہ ہے کہ ”جیل“ وہ بڑی بلا ہے جس کا نام سنتے ہی تمام بدن کے رونگٹے ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر صرف پناہ ہی نہیں مانگتے بلکہ ہر عضو تن اپنے آپ کو رعشہ و لرزہ کے دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے بعد ”ثناتیت“ کی کو دھیا میں زندگی سے ہاتھ دھونے کے لیے بیٹھ جاتا ہے۔ یہی ”جیل“ وہ بھیانک نام ہے جو دُنیا میں دوزخ و جہنم سے تعبیر کیا جائے تو شبہ و تعجب کی رتی برابر بھی گنجائش نہیں ہو سکتی اور اس کے (جیل) ملازمین فرشتگان عذاب سے کسی طرح کم درجہ نہیں رکھتے۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خدائی دوزخ کے فرشتوں میں ”کچھ دلواؤ“ کہنے کی عادت نہیں۔ اور اس دُنیا کی دوزخ کے فرشتے (ملازمین جیل) حسب حیثیت دوزخی (قیدی) کے نقرئی طمانچے سے ایسے سیدھے سادے ہو جاتے ہیں جیسے جو بہو ”ہنسیا“ یا کوئل کے کانٹے۔ دوسرا فرق اللہ میاں کی دوزخ و سرکاری جہنم میں یہ ہے کہ مرنے کے بعد جسکی روح آتشکدہ عذاب کا ایندھن بنی اسکی غذا زقوم۔ شراب کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے اژدہا سانپ اور بچھو زیور کا کام دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹی دوزخ میں جو بدقسمتی سے سزائے قید کی سخت گھڑیاں جھیلنے کو پہونچ گیا تو اسکی غذائے لطیف ایک حصہ گیہوں اور دو حصے چنے میں ڈیڑھ بلکہ پورے پورے دو حصے خستہ بھر بھری ملتی ہے۔ اطبا کے بیان جو چیزیں دعا رنے (دنقول) کے کام آتی ہیں وہ سرکاری ترکاری ہیں یعنی برگ شب و برگ حنا سعو دتی“ و برگ پیپل و برگ ترئی و برگ کدو سے مغز و بیگ مونڈی اناب شناب (تم خم کھاری پانی میں) ابال کر قیدیک پیٹ میں براہ حلق ٹھونس دی جاتی ہیں۔ کھاؤ تو بسا اوقات پیارے پیارے ڈنڈے شفقت اور مٹھ کا ثبوت دیتے ہیں۔ اب نہ کھاؤ پر۔ تو پاؤں میں بیڑی یا ڈنڈے دار بیڑی۔ گلے میں آہنی طوق۔ مشنور ازادی کی دلیل ہوتی ہے۔ مساوات کا یہ عالم ہے کہ امیر غریب فقیر۔ رئیس۔ سائیس۔ نواب۔ حاجب۔ حافظ سپاہی غرضکہ دُنیا کے پردے کا ہر انسان بغیر کسی تمیز کے اس بارگی گورنمنٹی آبادی کا فرد ہو۔ ایک ہی درجہ کا ہوتا ہے کیا مجال کہ کوئی افسر جیل کسی طرح سے کسی قیدی کے مابین مافات پانے کا پتہ لگا سکے۔ اسکی ہولی سے سب کی پوشاکیں ایک ہی طرح کی اور سب کی خورش بھی ایک ہی قسم کی ہوتی ہے۔ صرف بعض بعض قیدی جو حالت قید میں بھی حاکم کی گوریہ لات مارتے رہتے ہیں اور ملازمین جیل کو اپنا وارث حقیقی سمجھتے رہتے ہیں انھیں کھانے پینے اور کام کاج میں کسیقدر امتیازی حق حاصل ہو جاتا ہے۔

انہی واقعات سے ملتی جلتی ایک حکایت رو دنیا (پنجاب علیہ الرحمۃ) کے ساعت میں آئی ہے جو مزاحاً درج ذیل ہے گر جھوٹ سچ بر گردن راوی۔

حکایت بیان کرنے والا لینے دی راوی تو بہ قصہ گو

برساتی مینڈک

اس طرح گویا ہوتا ہے کہ ایک شریف صورت انسان کسی
جرم کی لپیٹ میں آگیا دغا بازی کے جرم میں چھ مہینے
سزائے قید کا حکم سنکر نیم جان کی صورت پر سوار ہوکے
دنیا ہی دوزخ میں داخل ہوا۔ جیل کے احاطہ میں
پاؤں رکھتے ہی داروغہ جیل نے چپت کی کیا تم ہی......
بابو ہو؟

شریف قیدی۔ نہیں وہ میرا لڑنے والا ہے جس کو
سشن جج صاحب نے بری کردیا۔

داروغہ جیل۔ اچھا کل صبح تمہاری پیشی ہوگی۔

دوسرے روز سپرنٹنڈنٹ جیل کے سامنے پیشی
کی نوبت آئی۔

داروغہ جیل (سپرنٹنڈنٹ جیل سے) حضور بڑا
مہاجن آدمی ہے ہماری اور آپ کی قسمت سے آپھنسا
ہے دیکھنے میں موٹا سنڈا بھی ہے لہٰذا اسکو چکی یا
کولھو کی مشقت دی جائے۔

شریف قیدی۔ مجکو کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔ لیکن
پہلے معائنہ کرلیا جائے کیونکہ میں بیمار ہوں۔ میری
داہنی پسلی کے چند ٹکڑے بائیں جانب دھنس گئے ہیں
یہ کہنے کے بعد داروغہ جی کی طرف قیدی نے کچھ عجیب
و غریب انداز سے دیکھا جس سے داروغہ جی مسکرائے
اور سپرنٹنڈنٹ جیل سے یوں گویا ہوئے۔ ہاں حضور
معلوم تو ہوتا ہے۔ ضرور اسکی پسلیاں آنتوں میں گھس گئی
ہیں یقیناً یہ مشقت پوری نہ کر سکے گا۔

خدا جانے داروغہ جی کے ان مسکراتے ہوئے جملوں میں
کس بلا کا جادو تھا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر نے
بھی خود اپنا نرالا شتر غمزوں کے پھندے میں فرمایا
ول تم ٹھیک بولتا ہے اچھا اسکو لے جاؤ ہم ہسپتال
داخل کرتا ہے۔ (ول دگک ہسپتال ویگا) اور ہم اس کا
جانچ ہے آپ ڈارلنگ ٹائم ٹیبل پیپر پورا کرکے دیتا ہم
اندر اسٹینڈ۔

بس پھر کیا! اشارے ہی اشاروں میں یاروں کا کام
بن گیا۔ اب یہ تو اللہ جانے یا داروغہ جی جانیں کہ قیدی
نے کونسا زریں منتر پڑھا جو آپ جیب سامنے ہوگیا
اور قیدی کی جان مشقت کے سخت عذاب سے بچ گئی۔
ہسپتال میں اب وہ آرام اور کاربالک کی خوشبو دیا کریگا
سر گھسے کو ملی اور تھوڑا دودھ بھی پینے کو ملا۔

مولانا پنچ۔ لکھتے ہیں کہ جیل خانوں کی نگرانی
تھوڑا بہت انتظام ہونے والا ہے یعنی کونسل
کے بعض ممبر کوٹھیاں چھوڑ کے اوقات عزیز کے
چند گھنٹے جیل خانوں کی تفریح میں صرف فرمائینگے
اور جیل کے شدائد کی تفتیش بھی فرمائینگے۔ اگرچہ
رشوت کا انسداد ممکن نہیں تاہم اچاٹ کم
ہوسکتی ہے۔ ضمیر ایسی راہیں تلاش کرنی لازمی
ہیں جو اس چلتی تجارت کو کھٹکے خزانے ہونے
نہ دیں۔ آخر پولیس خفیہ چرس اور افیون کی
تجارت کیونکر دریافت کرلی ہے؟ جو ہر سال لاکھوں
ہوتا رہتا ہے۔ وہی قوت ایسے جرائم میں بھی
صرف ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ اقبال مند سرزمین
کی طرح ہندوستان کو بھی ایماندار پولیس میسر آئے۔

راقم سرکوب فتحپوری

نقد النقد

ابلیس کا خطبۂ صدارت

نمبر ۲

(سلسلہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء)

لوگ بجائے خود حیران ہیں کہ آج مولانا پنچ کو
کیا ہوگیا ہے جو بے تکی اُڑا رہے ہیں۔ لہٰذا انہیں
معلوم رہے کہ یہ حیرانی اور یہ اعتراض بھی اُسی
مردود مطرود مقہور مستور منکوب شیطان کا
وسوسہ ہے۔ بھائیو یہ ایک کتاب کے تبصرے
کی تمہید ہے جو علیگڈھ سے شائع ہوئی اور جسکا
تذکرہ مولانا اودھ پنچ نے تحفۂ سال نو کے
ذیل میں کیا ہے۔ عالم معقولات یا عالم محسوسات
میں کوئی آل انڈیا شیاطین کانفرنس ہوئی
تھی اُس میں حضرت ابلیس علیہ ما علیہ کی زبان
وساوس ترجمان وسائس بنیان سے جو کچھ نکلا
وہ کسی انسان شریک کار نے حوالۂ قلم کیا۔ چودھویں
صدی کی آخری دہائی میں بعض ظرفا نے
شیطان کے خطوط بنام ڈاکٹر سید احمد خاں
و محسن الملک مہدی علی خاں بہم پہونچائے تھے۔ وہ
اودھ پنچ میں چھپے مگر مکتوب الیہم نے جواب نہ دیا۔
ان مکتوبوں میں جو کچھ منقوش تھا موجودہ خطبۂ صدارت
اسکا عکس ہے۔ خاکسار اودبا امامی کتب سے
بعض ایسے لطیف نکات اخذ کرکے پیش کرتا ہے
جن پر حضرت شیطان کی سلطنت (شیطنت) کی
بنیاد قائم ہے۔ ظاہر بظاہر یا پوشیدہ وہی ان نکات
کا اثر جس امر میں پایا جائے سمجھو کہ وہ ضرور پرتو
کنا ہے حضرت شیطان سے۔ خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیا کا۔
آدم سے تا اینندم ہزاروں برس گزرگئے ہزاروں
خدا کے بندے نقش سے پیدا ہوئے۔ ہر فرد میں
متعدد نفوس ہیں اُن میں سے ایک نفس امارہ بالسوء
بھی ہے جو انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور
یہی حضرت شیطان کا پائے تخت یا دار السلطنت ہے۔
اگر ہر فرد کے کرشمے جداگانہ لکھنے کی طاقت آج کسی
نمرود فرعون میں ہوتی تو شاید خدائی دربار سے کاتبین
(کاتبان اعمال) کے تھک جانے پر تمام عہدے اور
نیابت کا عہدہ اسی زرودہ نویس کو ملتا۔ لہٰذا خاکسار
اوبار ایسے ضوابط بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہے جو
مرجع اخلاق و ایمان ہونے کے ساتھ ہی تمام
افراد انسانی کے افعال ارادی کا احاطہ کریں گے۔

بات یہ ہے کہ زینت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو زینت
ربانی ہے جس کا فیض عام ہے مگر کم لوگ ہیں جو
اسکی پروا کرتے ہیں البتہ جو لوگ پروا کرتے ہیں وہی
"تشبہوا بالصالحین" کے مشار الیہ ہیں۔ اس زینت کا تعلق
ہمیشہ عقل صالح کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ انسان کے
جسم کی ترکیب و تکوین جن عناصر سے ہوئی ہے ان کا
حقیقی اعتدال نہیں ہے ان میں اکثر لڑائی ٹھنی
رہتی ہے۔ عقل صالح اس جنگ کی روک تھام کرتی
اور عناصر کے لوازم کو حد سے متجاوز نہیں ہونے دیتی۔
مطالبات میں غصہ اور شہوت دونوں عقلی فوائد سے
محروم نہیں رہنے پاتے۔ اس زینت کا پھل دونوں
جہان کی زندگی میں میسر رہتا اور جسم و روح میں
روگ لگنے نہیں دیتا۔ دوسری قسم ہے شیطانی
زینت جسکا مدار وہی فوائد پر ہے۔ اس کا پھل



آلۂ تردید الصوت

"اگلا پچھلا ریکارڈ - نہ اِلّی لذی ہے نہ اولّی لذی"

خوبصورت ہوتا ہے مزہ بھی شیریں ہوتا ہے مگر نفس انسانی کو ایسی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے کہ ابد الآباد یہ بیماریاں پنڈ نہیں چھوڑتیں۔ اس زینت کا تعلق ہمیشہ عقل فاسد کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ یہ عقل ہیجان عناصر کے وقت باغوائے شیطان کسی ایک عنصر کی لونڈی بن جاتی ہے اور اُسے ایسا چنگ پر چڑھاتی ہے کہ عدل و اعتدال کے پنجر بگڑ جاتے ہیں کبھی غصے کو بھڑکایا کبھی شہوت (خواہش ہوا) کو چمکارا سبز باغ دکھایا۔ ظاہری و باطنی قوتیں کہ خدا نے جو آزادی عنایت کی ہے اُسے الٰہی قوانین کے ماتحت رہنا چاہیے تاکہ اخلاقی و عقلی فوائد کامل ہوں مگر توبہ انگریزی مثل ہے۔

"بیکنگ برقی ڈی بی اے لائسنس"

بھلا عناصر کے تھپیڑے کھائی ہوئی عقل کہیں فساد سے باز آتی ہے وہ اگر حقیقی فوائد پر نظر رکھتی تو آج رونا کاہے کا تھا۔ یہ ہوائی جہاز کیا ہوتے یہ آبدوز کشتیاں کہاں ہوتیں۔ یہ جان لیوا ہتھیار کون ایجاد کرتا۔ یہ دم گھونٹ کے فنا کر دینے والی گیسیں جو ایک سکنڈ میں فوج کی فوج کو مردۂ صد سالہ کی طرح میدان میں لٹا دیتی ہیں آب کی طرح ریت میں تو پانی ہی کاہے کو ایجاد ہوتیں۔ مسٹر محمد علی اینڈ کمپنی بھولے بھالے عوام کی عقل و ذہانت پر کس طرح ڈاکہ ڈالتے۔ حکومت وقت غریب ہندوستانیوں کو ننگی کا ناچ کیونکر نچاتی بی گھر لیسی لڑکی پر بیٹھ کے میاں کو ٹھینگا دکھاتی کیوں سکے چل رہتیں۔ واللہ عالم بھر میں سناٹا ہو جاتا۔

خلاصہ یہ کہ جس غصہ یا شہوت کی حاکم عقل ہے وہ زینت ربانی ہے اور جو عقل غصہ یا شہوت کی لونڈی ہے وہ شیطانی زینت ہے۔ جو شخص اپنی عقل کا بجا استعمال کرتا ہے وہ شیطان کے پھندے میں نہیں پھنستا۔ جو شخص اپنی عقل کا بیجا استعمال کرتا ہے وہ بندۂ حرص و آز و تفاخر ہو کے شیطان کا پکا مرید بن جاتا ہے۔

یہ ایک جامع و مانع ضابطہ ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جس سے انکار محال ہے۔ شیطانی زینت کے فریب سے بچنے والا انسان اشیاء کی حقیقت سے واقف کر دیا جاتا ہے۔ خدا نے آدم کو کل اشیاء کی تعریف مع قیمت بتلا دیے تھے لہٰذا وہ تو بچ گئے مگر اُن کی اولاد کی بہت بڑی تعداد ہر زمانے میں زینت محض کی چال بازی (ریہپاکریسی) کے نذر ہوتی رہی۔ اِدھر حواس خمسہ ایک ڈاکو کی طرح حس مشترک کے چور خانے میں داخل ہوئے اُدھر عقل نے آواز دی ہوشیار باش۔ اگر اس (رہا ندار پولیس) عقل کی ہانک پکار انسان نے سن لی اور دور میاں شیطان کی ڈالی ہوئی ٹھیٹھیاں ندی ڈھیلی ہوئیں تو بڑے بھلے کی تیز ہو گئی جادو کا اثر ہوا۔

عقل اور محسوسات مادّیہ میں کوئی رشتہ داری نہیں ہے پھر بھی اتصال یا میل جول ہے۔ حضرت شیطان کو اسی میل جول میں اپنی شیطنت دکھانے کی گھات مل جاتی ہے۔ انسان اپنے نفس کے ساتھ اُلفت رکھتا ہے یہ الفت اُسکے بقا کے لیے ضروری چیز ہے مگر جب یہ الفت انتہا کے درجہ پر پہونچ کے حدود و اعتدال سے باہر نکل جاتی ہے تو شیطان کی گھات میں بڑی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مصنف یا مؤلف (خطبۂ صدارت ابلیس) کو جس طرح حضرت شیطان مل گئے تھے اسی طرح بہتوں کو ملے منجملہ اُن اشخاص کے ایک شخص کی حکایت مشہور ہے کہ جب انھوں نے شیطان سے شرارت کا راز دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ بھائی عقل اور ترک میں تم لوگ مختار ہو یعنی حسب منشا اسباب مہیا کرتے ہیں یہ کہہ کے بنیے کی دوکان پر گڑ سے بھرے ہوئے ایک انگلی شیرے کی کھمبے میں لگا دی۔ آپ جانیے شیرے پر مکھیاں فوراً بیٹھ گئیں بھنبھناہٹ بلند ہوئی شیرے کا دھبا سیاہ ہو گیا چھت پر چھپکلی بیٹھی تھی وہ دیکھ کے دوڑی بنیے کی بلی چھپکلی دیکھ کے رال ٹپکی وہ غرا کے اچھلی شیطان کے دوست کا کتا بلی کو دیکھ کے لپکا۔ ٹانگ پکڑ کے جھٹکا جو دیتا ہے تو بلی اُدھر گئی۔ بیا ننگ خیریت تھی۔ شیرے کا دھبا

بے حقیقت تھا۔ کتّی کے مرنے کو بچے کہیں بھونکتے ہیں تو کی چھیں تو کسی کا چارہ نہیں تب بلی کی خوراک ہے۔ بلی بھی ایک خدائی مخلوق ہے اور کتا بھی۔ لیکن بنیا اپنے نفس سے غیر معتدل محبت رکھتا تھا بلی کی تربیت اس لئے خود اپنے زمرے ملکیت کی نسبت نے اسکی حمایت پر ابھارا۔ انہیں بھاری تھی اور اپر ظلم پر ڈاکے جراتے ہیں تو کتے کا جھپا کمر پڑا سکے کا مالک بھی اسی محبت نفس کی بیماری میں مبتلا تھا اس نے بنیے کے نفس عزیز کو اپنے کتے سے بھی کم خیال کیا اور تلوار نکال کے بقال صاحب کی گردن دھڑ سے اڑا دی۔ اب سلسلۂ انتساب و محبت نفس نے ہاتھ پاؤں نکالے بیناوڈنا کرنا جانے دو بنیا۔ بنیے کی برادری انتقام خون برادر پر مستعد ہوئی ادھر سے سگ پرور صاحب کے سگے لپکے۔ کہتے ہیں کہ سرکاری نے یہاں تک دم پھیلایا کہ کئی پشتوں تک ہنگامہ کارزار بنا رہا۔ یہ شیطان کے ایک انگلی کا کرتب تھا۔

جیسیں بظاہر اس کا تعلق نہایت خفیف ہے۔

عقل غصہ اور خواہش یہ تین چیزیں افعال انسانی پر حکمراں ہیں عقل واقعی کا ملازم ناموس لش لاری کے ساتھ بجائے خود ثابت ہے۔ یہی تلازم ہے جو شیطانی زینت کو دل میں گھر کرنے نہیں دیتا اور خدائی زینت کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ انسان اس امر میں مختار و مجاز ہے کہ خدائی زینت کے آگے شیطانی زینت کو نگاہوں سے گرا دے مگر کرو لوگ ایسے ہیں جو شیطانی زینت کو پسند نہ کرتے ہوں۔

غضب خدا کا حکمت جس کا مبدا عقل ہے زینت شیطانی کی طرف رجحان رکھنے کے باعث اپنے اثر سے دست بردار ہو جاتی ہے یعنی علوم عقلیہ بعض شیطانی زینت کے سبب سے بُری چیزوں میں صرف ہونے لگتے ہیں۔ حکمت کا فائدہ ہدایت ہے مگر وہ ضلالت و گمراہی کے نقصان سے بدل جاتی ہے عقل پیچھے رہ جاتی ہے۔ غصہ یعنی قوت تور و تفاخر اور خواہش دونوں چیزیں ہر کام میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم

ادیب اسلام

مولانا پنچ کی نوٹ بک

نئی دل لگی یعنی سالے کی چوری

ہندوستان میں تو عموماً سالے بہنوئی کا رشتہ قائم ہوتے ہی مزاح کا حق ہو جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ جن میں رشتہ ہوا ہے اُنھیں تک مزاح محدود ہے دور کے پڑوسی محلے والے بھی مشق مزاح کر لیتے ہیں مگر عرب میں یہ مثال انوکھی ہے۔ سُنتے ہیں کہ ہمدردی باغی دمشق میونسپلٹی کے پریسیڈنٹ صاحب کے خوبصورت سالے کو پکڑ لے گئے۔ صدر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عیسائیت اور اسلام کی لڑائی ہے سالے سے دل لگی کا معاملہ نہیں لیکن وہ یہ تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ سالا ہمارا ہے آزادی! بخیر ادیو ندا نقد ہندوستان میں سالیاں جو تا پٹاتی ہیں انعام باتی ہیں۔ دمشق میں سالا چرانے کا انعام جلوہ دشمن ہی کا سالا کیوں نہ ہو ایک مقررہ وظیفہ ہے۔ دو تو دو ورنہ سالے کی جان نہ چھوڑیں گے۔ اب دیکھیے سالے کی جان پر کیا گزرتی ہے۔

موے تو مر

ہمارے دوست سید حبیب صاحب قریشی لاہوری مدیر سیاست حج کرنے یا سعودیوں کی چوریوں کا پتا لگانے تشریف لے گئے ہیں اور وہاں سے اطلاع دیتے ہیں کہ ابن سعود صاحب سے بساحت خمس ملاقات ہوئی وہ طائف کے قتل عام کا اقرار کرتے ہیں مگر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کام ان پڑھ جاہل فوج کا تھا۔ رہی قبروں کی درستی اور قبوں کی از سر نو تعمیر تو یہ ہے حرام آپ پرائے مذہب میں دخل دینے والے کون؟

جب سید صاحب نے "موتمر" کے انعقاد کا ذکر فرمایا تو جواب ملا "موت مرّ" شاید لفظ "موتمر" کے دو جز ہیں "موت" اور "مر" ایک عربی ہے دوسرا ہندی ہے۔ باقی سب ڈھکوسلا تھا۔ کہاں کا "موتمر" اور کیسا جھمیلا۔ موت کا بازار بہت دنوں گرم رہا ابھی اچھی طرح اطمینان نہیں ہوا ہے یہ ہندیوں کی بے دینی ہے کسی ایسے موتمر کا حال نہ کتاب خدا میں مذکور ہے نہ حدیث رسول میں۔ ہم نے سُنا ہے کہ ہندوستانی عورتیں جب کوستی ہیں تو کہتی ہیں "موے تو مر" اس "موتمر" کی آواز بھی ہندوستانیوں ہی کی طرف سے زیادہ سُنائی دی اتنی دور سے ہم عورت مرد کی تشخیص نہ کر سکے یہی سمجھتے رہے کہ کوسنے کا شاہ ہو رہا ہے۔ اب آپ نیا شاخسانہ نکال کے لائے ہیں۔ ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ یہ خوش باور اشخاص ہندوستانیوں کو یہ کہہ کہہ کے تسلی دیتے تھے کہ بھائی لڑائی جھگڑائی ہیں دنگ بچھاد دیکھنا محال ہے۔ ہو گیا جو کچھ ہونا تھا اب موتمر کے ایوان تیار ہو جائیں گے۔ آنسو پونچھو! وہاں اُڑن گئی تیوں پہ کیا کہہ کے دل کو سمجھائیے! یہی کہ موے تو مر۔

جوڑا برخوردار

لیجیے حضرات! آخر پُرانی برادری سے۔ چھوٹے موٹے خاندان کے افراد مل بیٹھے یعنی حضرت ڈارون کا یہ بچہ کا جو شجرہ جناب بوزنہ سے جا ملایا تھا اب صحیح ثابت ہو گیا افریقہ کی سرزمین پر بوزنے نے دعا دا کیا اور بابادا کا مال سمجھ کے میراث تقسیم کر لی۔ اس میراث کا کچھ حصہ فرانس کو بھی ملا۔ اگرچہ برادری والوں کا خون بہانے کے بعد ملا۔ فرانسیسی لنگا میں کوشش ہو رہی ہے کہ پہلے انسان سے مشابہ بندر ڈھونڈھ کے اُنکے جوڑے لگائے جائیں پھر ان جوڑوں سے جو اقرب بہ انسانیت سمجھے۔ اگر زوجہ ذات سے میم صاحب کے ساتھ نہیں تو صاحب بہادر کے ساتھ بیاہ دیں۔ دو تین نسلوں سے آگے ہونے کے بعد کبھی نہ کبھی وہ جد اعلیٰ پیدا ہی ہو جائیں گے جن کی تلاش ڈارون صاحب کے وقت سے جاری تھی۔ دش بارہ تماشا دکھانے دیجیے اگر چیا شیطان نے تو ایک دن دُنیا میں نو مولود جد اعلیٰ صاحب کا دھوم دھامی استقبال ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے کہ وہ شکون فطرت حقوق کے بارے میں لکچر دیتے سُنائی دیں۔ جرمنی اور روس کے چند ڈاکٹر (اور سُنا ہے کہ ایک پادری بھی) شیدائی جد اعلیٰ میں دیوانے ہو کے تیکوناسد عار ہیں۔ غالباً پادری باقاعدہ رسم ازدواج ادا کرنے جائیں گے۔ سب کے بچھڑے ملیں خدایا۔

جو لوگ دین و ایمان رکھتے ہیں اُنکا عقیدہ تو یہ ہے کہ عقل اوہام سے خالی بھی ہو تب بھی "غیب محض" کے ادراک سے عاجز ہے۔ مسئلہ خلقت آدم غیب سے علاقہ رکھتا ہے۔ بس اس تلاش جد اعلیٰ کا نتیجہ صرف اسقدر ہوگا کہ بعض بیلے انس بادہ جن مانس کے پالے پڑیں اور چند نیک نفس بسنر جھیا تری بنجوا دیا رحم انسانی کی مجاورت سے بعض خواص انسانی اس ناں یعنی باپ کلنگ بچے میں پیدا بھی ہو جائیں تب بھی شیاطین یورپ اسامی کتے کی اس عورے کو باطل نہیں کر سکتے کہ خدا نے اپنی قدرت سے ایک "آدم" بنایا اور اُسے قوت نطق عنایت فرمائی۔

یار وہمارے لیے یہی باوا آدم رہنے دو۔ باقی اپنے واسطے جیسا چاہو باوا آدم بنا لو۔

اصلی کوک شاستر یا بہار عیش

المعروف لذت النسا با تصویر ۴۲ آسن والا

یہ وہ کوک شاستر ہے جو آجکل ہر ایک کتب فروش سے مل سکتی ہے بلکہ یہ وزیر کشمیر کوک صاحب کے خاص الخاص بیاض کے پرانی کوک شاستر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے جسکو ابتک عام لوگوں کو کیا بڑے بڑے رؤسا کو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی تھی۔ دیکھیا وہ تمام باتیں درج ہیں جنکے جاننے کے لیے آپ سیکڑوں روپیہ برباد کر چکے ہیں اور پھر بھی مطلب حاصل نہیں ہوا۔ یہ کتاب سوا ہمارے دوسری جگہ ہرگز نہیں مل سکتی۔ اس کتاب میں صدہا مفید اور مخصوص مطلب کی باتیں درج ہیں۔ عورت و مرد کے متعلق ہر مرحلہ سینہ بسینہ رازاور خاص حالتوں کی۔ صورت مرد کی [illegible] تصویریں۔۔۔۔۔ ۴۲ بہترین آسن کا مفصل بیان جلیس سے بھی۔ اور علمی اصول درج بھی ہیں جو میں شکایت [illegible] ہزاروں خریدار تک رہی ہیں۔ آج منگا کر حسرت پوری کیجیے ورنہ ممکن ہے کہ پھر ایک جلد بھی باقی نہ رہے۔ اور سوائے افسوس کے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ خبردار دیکھیے غفلت میں نہ رہیے گا۔ قیمت فی جلد دو روپیہ محصول ۸ر علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر جنرل بک سپلائی کمپنی لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ ۲۴-۱۹۲۵ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ۵ے مع محصول ڈاک مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی بروقت کر دی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔
(۴) بحساب [illegible] آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا علاوہ خاص حالتوں کے پرانا پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — کف۔ کھانسی۔ ہیضہ۔ درد۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ سنگرہنی۔ انفلوانزا۔ ہچکی کے امراض کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر پینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔

قیمت ۱۰ر میں سب جگہ بکتا ہے

دودھ کیسری — پینے والوں کو بلا جلن کے فرحت کرنے والی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا — بچوں کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲ر

ڈاک خرچ علٰحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اودھ — [illegible] لکھنؤ

وہ [illegible] صرف ایک تعویذ کا نام [illegible] کا کیا جواب ہے۔ ویسے تو اسکی قیمت [illegible] یہ ہے کہ مطلب یہ کہ جب آپ استعمال کریں گے تو مقصد [illegible] نسبت فوائد معلوم ہوں گے صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ یہ تو ہر دنیاوی کام بن جاتا ہے حکام کو فرزندگی بخشتا ہے [illegible] کرنا ضرور ہے معشوق کو مطیع کرنے کا یہ ایک عمدہ معجزہ ہے۔ مگر آپ کو ایسا ہی مشکل کام ہو سکتا انجام معلوم شود اس تعویذ کو داہنے بازو پر باندھ کے سو جایئے در بیہ خواب سے انجام معلوم ہو جائے گا۔ نیز گم شدہ چیز چور کی صورت معلوم ہو جائے گی۔ علاوہ اسکے آمدنی بھی دو چند ہو جائے گی۔ غرضکہ تمام حاجتوں کے لیے اکسیر ثابت ہوگا۔ مذہب والا پنڈت ہندو مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ صرف ۱۰ر علاوہ محصول ہے پتہ یہ ہے۔

شاہ جی رمال لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

جب دلچسپ نظم سے پڑھیے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے۔ قیمت فی جلد ۔۔۔۔۔۔ ۶ر ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر جنبھٹ ہے۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

چند روز کے لیے عظیم الشان رعایت



سنہری کلائی کی گھڑیاں نصف قیمت پر دی جائیں گی پندرہ روپیہ کا مال ساڑھے سات روپیہ میں دیا جائے گا۔ پیشتر اس کے کہ آپ گھڑی خریدیں ہماری عرضداشت کو سُن لیں کہ ہماری گھڑیاں بالکل نئے فیشن کی ہیں جو کلائی پر باندھی جاتی ہیں جن میں سوئٹزرلینڈ کی ساختہ مشین نہایت عمدہ اور پائدار لگی ہوئی ہے۔ خوبصورت شیشہ اور نہایت ہی اطمینان بخش ہے ان کی ساخت اور خوبصورتی آپ کو پورا اطمینان دے گی کہ یہ سب کاریگر استاد کی بنی ہوئی ہے۔ بہرحال وجہ یہ ہر ایک امتحان میں پورا اتریں گی۔ شکل و مشابہت میں سادہ ان گولڈ کی مانند ہیں اور صحیح وقت دیتی ہیں اس لیے یہ سب سے بہتر اور نہایت ارزاں ہیں۔

بڑی احتیاط کے ساتھ بھیجی جاتی ہیں اور تین سال کی گارنٹی بھی دی جاتی ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ میں برما اور سیلون وغیرہ میں بذریعہ وی پی ارسال کی جاتی ہیں ان کے ہمراہ فہرست مفت ملتا ہے۔

ولسن واچ کمپنی بیلرڈ اسٹریٹ بمبئی

Ram

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیارکردہ تیر بہدف ادویہ

فرز کنجشک

یہ ... ضعف کی دواء ... اعضاء رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہنچانے میں اور عینی مثانہ معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں نظم کیا گیا ہے اگر ہی مقصود کے سوا دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے۔ مغلظ ہے سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے

قیمت فی بکس ۲۰ خوراک

چھ روپیہ (للعہ)

مار اللحم عنبری دوآتشہ خاص الخاص

یہ مار اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے وہ نسخہ ہے جسکی سارے ہندوستان میں شہرت ہے پہلے صرف راجگان و والیان ملک کے لیے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے ... نفع ہو نہایت قیمتی اور نادر مفردات مثل مشک و عنبر و تازہ میووں کے افشردوں سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ ... رنگ و رخسار سرخ و سفید کرنے والی۔ کمزوری کو دور کرنے والا کاسر ریاح۔ بواسیر میں مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے۔ رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیالہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے نوجوانوں کو ... جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگیں خراب ہو گئی ہوں انکے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے۔ تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسوں کی امید کو برلاتا ہے اور معمولی شکایتوں میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عـہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

... نایاب دوا ہے ... قوت ... سرعت ... رقت ... اگر باقاعدہ طریقہ پر ... استعمال کی جائے تو قوت ممسک ... بھی خاصی افزونی ہو

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبّا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ کوریہ اسٹریٹ لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ دریا میں کوزہ گاگری

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سر گم سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم عـہ

محصول ڈاک ہر حال میں ذمۂ خریدار

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ